مطبوعات

تفسیر آیتِ کریمہ | رشحاتِ قلم شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ ۔ عربی سے ترجمہ از الاستاذ عبدالرحیم پشاوری

ناشر مکتبہ نذیریہ ۔ پتہ: منیر شہید روڈ ۔ بالمقابل جاوید مارکیٹ، اچھرہ، لاہور۔ صفحات: ۲۰۴، کاغذ سفید۔ قیمت ۱۸/- روپے۔ محصول ڈاک بذمہ مکتبہ۔

حضرت امام ابن تیمیہ جنہوں نے قلم اور تلوار دونوں سے جہاد کیا، کبھی درباروں میں صدائے حق بلند کی اور کبھی زندانوں کی تاریکیوں کو ایمان و عرفان کے نور سے بھر دیا، کبھی اپنوں کا احتساب کیا اور کبھی غیروں کو لاجواب کیا، جنہوں نے وقت کے ہر فتنے کے مقابلے کے لیے علوم کے قلعے کے قلعے کھڑے کر دیے اور ان قلعوں سے کبھی مثبت استدلال اور کبھی مناظرانہ بحثوں کے وہ گولے برسائے کہ طاغوتی عساکر تہس نہس ہو کر رہ گئے ۔ اس مجدّدِ وقت نے قرآنی صداقتوں اور نبوی حکمتوں کے متعلق ایسے ایسے رسائل لکھے جن میں ایک ایک محدود سے موضوع کے تحت دینی حقائق کے انبار جمع کر دیے ۔

ایسا ہی یہ ایک رسالہ ہمارے سامنے ہے ۔ اس میں آیت کریمہ (لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ) کی تفسیر بیان کی گئی ہے ۔ مگر بات چھڑی تو پھر شاخ در شاخ اس سے ضیاپاش مسائل و مباحث پھوٹتے چلے گئے ۔ واعظانہ اور مناظرانہ انداز سے نہیں، بلکہ عالمانہ اور محققانہ انداز سے ۔

امام ابن تیمیہ توحید کے عظیم پرچم بردار ہیں ۔ ان کی ساری تحریروں کے رگ و پے میں توحید سرایت کیے ہوئے ہے ۔ پیشِ نظر کتاب میں تیسرا اور چوتھا باب، اُن کے اعتقادِ توحید کو عملی سطح پر نمایاں کرتے ہیں ۔ توحیدِ ربوبیت اور توحیدِ الوہیت کا فرق بیان کرتے ہوئے بتاتے ہیں کہ " توحیدِ ربوبیت کا تو عرب کے مشرکوں کو بھی اقرار تھا " (ص ۷۶) " خدا کی توحیدِ الوہیت کے معترف نہیں تھے " (ص ۷۸)

سورہ بقرہ کی آیت ۱۶۵ سے استدلال کیا ہے کہ "جو شخص کسی مخلوق کے ساتھ ویسی ہی محبت رکھتا ہے جو اس کو خدا تعالیٰ کے ساتھ رکھنی چاہیے تو وہ مشرک ہے" (ص ۸) توحید الوہیت کے قائل کے متعلق فرمایا کہ اُس کی "محبت اور عبادت کا منتہیٰ اور مقصود اللہ تعالیٰ ہوتا ہے اور کوئی دوسرا بالاستقلال اس کا محبوب نہیں ہوتا" نیز "وہ جانتا ہے کہ مامورات کا بجالانا اور محظورات کا ترک کرنا خدا تعالیٰ کو پسند ہے اس لیے وہ ایسا ہی کرتا ہے" (ص ۹) آخری نتیجہ یہ نکالا ہے کہ "دین کا ملخص یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی کی اطاعت کی جائے اور بس۔ (ص ۸۴)۔

معمولی درجے کے خواندہ طبقے کے فہم سے یہ کتاب قدرے بلند ہے، کیونکہ اس کی بحثیں علمی ہیں۔

احیائے اسلام اور معلم | از جناب خرم جاہ مراد، ڈائریکٹر جنرل اسلامک فاؤنڈیشن لیسٹر (انگلینڈ)

ناشر: ادارۂ تعلیمی تحقیق، تنظیم اساتذۂ پاکستان — ۸۔اے ذیلدار پارک، اچھرہ لاہور۔ خوبصورت طباعت و رنگین ٹائیٹل۔ صفحات ۴۸۔ قیمت ۴/۵۰ روپے

خرم جاہ مراد تحریکی تصورِ اسلام کے علمبردار ایک دانشور محقق ہیں۔ اور ایک ممتاز ادارے کے سربراہ۔ "تنظیم اساتذہ پاکستان کی سندھ تعلیمی کانفرنس (منعقدہ ۲۸ تا ۳۰ دسمبر ۱۹۷۹ء) میں انہوں نے دو مختصر تقریریں کیں۔ جو اس پمفلٹ میں جمع کی گئی ہیں۔

خرم جاہ مراد نے یہ صورتِ حالات واضح کرکے کہ "اسلام کے لیے جدوجہد اور کشمکش برپا ہے وہ زندگی کے ہر دائرے میں حاوی ہے" اساتذہ کو توجہ دلائی کہ "سارے میدانوں میں سب سے زیادہ اہم تعلیم ہی کا میدان ہے" اور "اس جدوجہد میں سب سے زیادہ اہم مقام ایک استاد کا مقام ہے" نیز تعلیم کے مقصد کو یوں متعین کیا کہ وہ ہمارے مقاصد و تصورات اور روایات و تہذیب کی حفاظت کرے۔ ایک جگہ مراد صاحب کہتے ہیں کہ "میں سیاسی عمل کی اہمیت کو کم نہیں کرنا چاہتا" مگر "اس نوجوان کے ذہن اور روح کے میدانِ جنگ کوئی کم اہم نہیں ہیں۔ جو آپ کے پاس تعلیم کے لیے آتا ہے" (ص ۳۴، ۳۵)۔ یہی نقطۂ نظر ہے جس پر دونوں تقریروں کی بنا استوار ہے۔

ص ۳۵، ۳۶ پر اسلامی نظامِ تعلیم کی جو چھے اہم خصوصیات بیان کی گئی ہیں۔ وہ بڑی اہم ہیں۔

سید بادشاہ کا قافلہ | از جناب آباد شاہ پوری - ناشر: البدر پبلیکیشنز، اُردو بازار - لاہور

صفحات: ۴۵۶ - خوبصورت جلد کے ساتھ قیمت: ۴۸/- روپے -

تحریک مجاہدین ہم مسلمانوں کی برصغیر کی تاریخ کا ایک اہم اور روشن باب تھا جسے انگریزی حکومت نے درسی کتابوں ہی سے نہیں، تاریخی تحقیق کے دائرے سے بھی خارج کر دیا - یعنی ہماری حیاتِ قومی کا ایک دَور غائب کر دکھایا - عدالتی اور دیگر سرکاری دستاویزوں میں اس کے جو اجزا مدفون پڑے رہے وہ بھی بڑی مسخ شدہ شکل میں تھے - مگر بلحاظ حقیقت یہ باب ایسا تھا کہ ؎

ہمیں ورق کہ سیہ گشتہ مدعا ایں جاست

یہ ایک کوشش تھی، نظامِ کفر کے خلاف، اعلائے نظامِ حق کے لیے - یہ برصغیر میں پہلی مکمل اسلامی انقلابی اور جہادی تحریک تھی - اس تحریک کو کتابی تاریخوں سے غائب کر دینے کے باوجود اس کے اثرات بعد کی تمام دینی جماعتوں اور سیاسی تحریکوں پر پڑے -

خدا کا شکر ہے کہ مولینا مسعود عالم ندویؒ، مولانا ابوالحسن ندوی اور مولینا غلام رسول مہر نے اس دفینۂ حقائق کو فراموشی کے ملبے سے برآمد کیا، اور پھر اس موضوع پر کاوشیں ہونے لگیں -

آباد شاہ پوری صاحب کا ذہن ہمیشہ بڑے اہم موضوعات کو تلاش کرتا ہے - اور پھر ان کا قلم واقعات و حوادث کو نکھار کر اور "رجالِ داستان" کو نکھار کر پیش کرتا ہے - سید بادشاہ کا قافلہ سید احمد شہید کی تحریکِ جہاد کی رُوئیداد ہے - اور اس کا دائرہ مشہدِ بالاکوٹ سے صادق پور، انڈیمان اور چمر کنڈ تک پھیلا ہوا ہے - آباد صاحب نے تاریخ نگاری کا ایک نیا اسلوب نکالا ہے - وہ واقعات کے پورے استحفاظ کے ساتھ افسانوی فضا پیدا کر دیتے ہیں - یہ اسلوب مطالعہ تاریخ کو دلچسپ اور سہل بنا دیتا ہے -

ایک طرف اس داستان کے "ہیروؤں" کی مقدس شخصیتیں سامنے آتی ہیں جو اپنے ایمانِ محکم، جذبہ بیتاب اور ذوقِ سرفروشی کے لحاظ سے ہمارے لیے سرمایۂ فخر ہیں - دوسری طرف وہ "ولن" اسٹیج پر آتے ہیں جو مسلمانوں میں سے ہوتے ہوئے غداری، نفاق، افترا پردازی اور تفرقہ جیسی حماقتوں سے شرمسار کرتے ہیں - اس "ولن" فوج نے تحریکِ جہاد کو اگر تباہ نہ کر دیا ہوتا تو آج بہت بڑا پاکستان موجود ہوتا اور اس میں اسلامی نظام اپنی پوری برکات کے ساتھ جلوہ گر ہوتا -

کتاب پڑھ کر تاثر ہوتا ہے کہ سید بادشاہ کا چھوڑا ہوا ادھورا کام ہمارے سر قرض رہ گیا ہے -

ملیریا مؤلف: مولانا ڈاکٹر عبدالحیؒ (ہومیوپیتھ) ناشر: ہومیوپیتھک ٹرسٹ۔ ۴۰ علامہ اقبال روڈ لاہور۔ صفحات: ۲۳۲۔ سائز $\frac{23 \times 36}{16}$ ۔جلد پیپر بیک، سفید کاغذ، معیاری کتابت قیمت: ۲۰/- روپے (محصول ڈاک دو روپیہ بیس پیسے)۔

کتاب کے مؤلف ملک کے نامور بزرگ مولینا عبدالحیؒ ہیں، جو روحانی و جسمانی ہر دو امراض کے معالج جانے جاتے ہیں۔

اپنے موضوع پر کتاب ایک مکمل اور جامع دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے۔ موصوف نے ملیریا کے عنوان پر ہر اعتبار سے سیر حاصل بحث فرمائی ہے۔ مثلاً ملیریا کے باب میں مختلف نظریات، مختلف خطوں میں اس کے اسباب و علاج، اس کی روک تھام کی مؤثر عملی تدابیر۔ کتاب کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ اس بیماری کے علاج بالمثل (ہومیوپیتھک طریقۂ علاج) میں تینتیس ۳۳ ادویہ ہیں، یعنی ہر علامت اور ہر سبب کے لیے جدا دوا ہے۔ اس دوا کا انتخاب ہی اصل کام ہے۔ ڈاکٹر عبدالحیؒ صاحب نے دوا کے انتخاب کا مسئلہ اس قدر آسان کر دیا ہے کہ اس کتاب کی مدد سے ایک عامی بھی بہت حد تک یہ کام کر سکے گا۔ اس لیے یہ کتاب معالجین کے لیے اس موضوع کی دائرۃ المعارف ہے۔ یہ ہر قسم کے افراد کے لیے بہترین رہنما ہے۔

اِس کتاب کی آمدنی ہومیوپیتھک ٹرسٹ رفاہی ادارے کے فنڈ میں جمع ہو کر ایک صدقہ جاریہ میں شامل ہو جائے گی۔

تحریکِ اسلامی کا جملہ لٹریچر حاصل کرنے کے لیے رجوع کریں

پین اسلامک پبلشرز — ۱۳/۲ اے شاہ عالم مارکیٹ لاہور

(بقیہ کمال سنانیری شہید) کیونکہ اُن کی رفیقِ حیات بھی اُس گھرانے سے تعلق رکھتی ہیں جس نے دَورِ حاضر میں اسلام کے چراغ کو لہو سے روشن کیا ہے - اور دَورِ اوّل کے اُس عظیم خاندان کی یاد تازہ کی ہے، جسے سیرت کی کتابوں میں آلِ یاسر کے عنوان سے ذکر کیا جاتا ہے۔ میرا اشارہ مصر کے خاندان قطب کی طرف ہے - اس خاندان کے ایک چشم و چراغ سرخیل مجاہدین، مفسرِ کتابِ الٰہی اور مہندسِ انقلابِ اسلامی سیّد قطب ہیں، جو تبسّم ریز لبوں کے ساتھ تختۂ دار کو چوم گئے - دوسرے نامور مصنّف و مفکر جناب محمد قطب ہیں جو سات سال تک مصر کی مختلف جیلوں میں تعذیب کی چکی میں پستے رہے - تیسری باہمت و پُرعزیمت مجاہد خاتون حمیدہ قطب ہیں، جنہوں نے اپنے گوشۂ جگر رفعت کو خدا کے راستے میں پیش کیا - چوتھی ایک اور مجاہدہ و صالحہ، شب زندہ دار اور پیکرِ علم و فضل خاتون امینہ قطب ہیں، جو اپنے بھائیوں کے ساتھ کئی سال تک پسِ دیوارِ زنداں رہیں - اِس مؤخرالذکر خاتون کی کمال سنانیری کے ساتھ شادی ہوئی - اور کمال کو با کمال بنانے میں ان کا بھی ہاتھ ہے - جس تقشّف و زہد اور فقیرانہ زندگی کو کمال شہید نے پسند کیا وہی امینہ قطب نے پسند کیا - امینہ قطب کے خیالات و جذبات کا اندازہ اُن کی کتاب "فی تیّار الحیاۃ" (زندگی کی رَو میں) کے مطالعہ سے بخوبی ہو جاتا ہے -

جیل کی زندگی کمال اور اُن کے ساتھی اخوان نے جس طرح گزاری ہے - وہ اب تمام دُنیا کو معلوم ہو گیا - قاہرہ کی جیلوں میں یہ لوگ رہے تو اُن پر تازیانوں کی بارش ہوتی رہی - پھر انہیں قاہرہ سے بہت دُور صحرا کے اندر واقع نخلستان میں لے جایا گیا تاکہ انسانیت اور انسانی تہذیب سے انہیں کلیتہً محروم کر دیا جائے - ایک طویل عرصۂ قید انہوں نے پہاڑوں کے دامن میں گزارا جہاں اُن سے پتھر توڑنے کا کام لیا جاتا ہے - استاد مصطفٰی مشہور (موجودہ نائب مرشدِ عام) کا بیان ہے کہ خارا تراشی کی مشقت بڑی جان لیوا ہوتی تھی - کمال اور سب دوسرے اخوانی بڑی بڑی چٹانوں کو توڑتے اور پھر اُن کو مال بردار گاڑی کے اندر لادتے - یہ اتنا کٹھن اور زہرہ گداز کام ہوتا تھا کہ عام حالات میں یہ تصوّر بھی نہیں کیا جا سکتا کہ انسان اس طرح کا کام سرانجام دے سکتا ہے -

بقول مصطفٰی مشہور "کمال سنانیری اس قدر مضبوط حوصلہ اور اس قدر ایمانی قوت سے لبریز تھے کہ سنگ تراشی اور خارا شکنی جیسی سنگین مشقت کے باوجود زمانۂ قید میں صومِ داؤدی کی پابندی کرتے

رہے۔ ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن بغیر روزہ کے رہنا۔" کمال صاحب کو صوم داؤدی کی اس قدر عادت ہو چکی تھی کہ رہائی کے بعد بھی شہادت پانے تک وہ صوم داؤدی پر قائم رہے اور وہ بھی اس طریقے سے کہ اُن کی سحری کا پتہ چلتا اور نہ افطاری کا۔ پاکستان میں بھی موصوف جب آئے خواہ منصورہ میں رہے یا احیاء العلوم پشاور کے مہمان خانے میں حالتِ سفر کے باوجود صومِ داؤدی کو ترک نہیں کیا۔ یہ عادت بلکہ عزیمت مجھے صرف اُن کے اندر ہی نظر آئی۔ ایک مرتبہ راقم نے اُن سے کہا کہ شدید گرمی کا زمانہ ہے آپ نفلی روزہ ترک کر سکتے ہیں۔ کہنے لگے: "جب اسیری کے زمانے میں تپتے صحراؤں کے اندر اور پتھر کوٹنے کی حالت میں روزہ رکھا جا سکتا ہے تو اُس کے مقابلے اس گرمی کی کیا حقیقت ہے۔ جیل سے میں نے جو اچھی عادت سیکھی ہے اُسے ترک کرنے کو جی نہیں چاہتا۔"

مصطفیٰ مشہور نے جیل کے واقعات سناتے ہوئے بتایا کہ کمال جیل میں بھی انتہا درجے کے ورع و تقویٰ کا مظاہرہ کرتے رہے۔ جیل میں کھانے پینے کی سخت دقت رہتی تھی۔ خوراک اس قدر کم ملتی تھی کہ سدِّ رمق بھی نہ ہوتا۔ جیل میں سیاہ شہد کے ڈبے متعدد ساتھیوں کو ملتے۔ ہم نے یہ انتظام کر رکھا تھا کہ جیل کے مطبخ سے ذاتی تعلقات کی بنا پر ہم تھوڑا سا مٹی کا تیل لے لیتے۔ اور ٹین کے ایک ڈبے میں اُسے جلا کر شہد میں پانی کی کافی مقدار ملا کر اُسے گرم کر لیتے اور پھر اس کے ساتھ روٹی کھاتے۔ یہ سب کام ہم بہت ہی خفیہ طریقے سے کرتے۔ کمال سنانیری کے تقویٰ و احتیاط کا یہ عالم تھا کہ وہ یہ گرم شہد لینے سے انکار کر دیتے۔ اور اس کی وجہ یہ بتاتے کہ یہ جیل کے مطبخ کے تیل سے گرم کیا گیا ہے اور یہ تیل بلا اجازت حاصل کیا گیا ہے۔ مصطفیٰ مشہور صاحب بتانے لگے کہ ہم کمال سے کہتے کہ جیل والوں نے ہماری تمام املاک پر قبضہ کر لیا ہے تو کیا ہم اس کے جواب میں جیل کے مطبخ سے تیل کے چند قطرے بھی نہیں لے سکتے۔ کمال اس دلیل کو تسلیم نہ کرتے۔ لباس کے بارے میں بھی مصطفیٰ مشہور بتاتے ہیں کہ ہم لوگ اپنا اندرونی لباس گھروں سے منگوا کر چپکے سے پہن لیتے۔ اوپر جیل کا موٹا جھوٹا لباس ہوتا تھا جس سے یہ پتہ نہ چل سکتا تھا کہ ہم نے نیچے کیا پہن رکھا ہے۔ کمال سنانیری یہ کام نہ کرتے۔ وہ کہتے، میرے لیے جیل والوں کا دیا ہوا لباس ہی کافی ہے۔

دراصل کمال میں اِس قدر شانِ بے نیازی اور قناعت تھی کہ وہ سب تکالیف برداشت کر لیتے مگر کسی جائز یا ناجائز طریقے سے کوئی چیز حاصل کرنا گوارا نہ کرتے۔

کمال جب منصورہ میں ہوتے تو دا قم انہیں وقتاً فوقتاً چائے یا کوکا کولا پیش کرتا تو اُسے قبول کرنے سے معذرت کر دیتے۔ وہ کبھی چائے نہ پیتے اور نہ کوکا کولا وغیرہ۔ میں نے ایک بار اُن سے کہا کہ آپ ہر مرتبہ میری پیشکش ٹھکرا دیتے ہیں۔ کہنے لگے: "محسوس نہ فرمائیں۔ دراصل بات یہ ہے کہ ایک مرتبہ مُرشدِ عام (امام حسن البنا رحمۃ اللہ علیہ) نے ہم کارکنوں کو جمع کر کے یہ تلقین فرمائی تھی کہ "اخوان کے لوگوں کو اپنے اوقات اور اپنی ضروریات وغیرہ کو منضبط کر لینا چاہیے۔ ان کی ذمہ داریاں زیادہ ہیں اور وقت کم ہے۔ چائے اور قہوہ اور اس طرح کی دیگر اضافی اشیاء سے جس حد تک بچ سکتے ہیں، بچیں۔ وقت بھی بچے گا اور مال بھی"۔ چنانچہ اُس روز میں نے عہد کر لیا تھا کہ میں چائے اور قہوہ وغیرہ نہیں پیوں گا۔ ۱۹۴۵ء سے لے کر اب تک (یعنی ۱۹۸۰ء تک) مَیں اس عہد پر قائم ہوں"۔

لاہور میں ایک بار اُن کی عینک کا فریم ٹوٹ گیا۔ فیض الرحمٰن ہمدانی صاحب نے بہت کوشش کی کہ انہیں نیا فریم لگوا دیا جائے مگر وہ اس پر ہرگز راضی نہ ہوئے اور اُسی فریم کو مرمت کروا کے پہن لیا۔ ایک مرتبہ پشاور گئے تو وہاں کے دوستوں نے اُن کی رہائش کا انتظام ایک اچھے ہوٹل میں کر دیا۔ اِس پر وہ کبیدہ خاطر ہو گئے۔ چنانچہ دوست انہیں سابق احیاء العلوم کے مہمان خانہ میں لے آئے۔ اُس انسان کی زبان پر کبھی کسی چیز کا مطالبہ نہ آتا تھا۔ ہر حالت اور ہر کیفیت میں وہ مطمئن اور خوش رہتے تھے۔ اپنے کپڑے خود دھو لیتے۔ کھانے کے بعد برتن خود صاف کر کے واپس کرتے۔ وہ بڑے خوش مزاج اور نکتہ سنج تھے۔ وہ اپنے دلچسپ مصری لہجے میں نکتہ آرائی کرتے تو محفل زعفران زار بن جاتی۔

وہ اس امر کے لیے بڑے کوشاں رہے کہ افغانستان کے مجاہدین کے اندر اتحاد پیدا ہو جائے۔ مجاہدین کے ساتھ انہوں نے بڑی بڑی طویل گفتگوئیں کیں۔ ۱۹۸۱ء میں اپنے آخری دورۂ پاکستان کے بعد جب واپس جانے لگے تو فرمایا کہ "ان شاء اللہ عنقریب واپس آؤں گا اور اتحاد کے لیے جو کوششیں شروع ہو چکی ہیں انہیں پایۂ تکمیل تک پہنچایا جائے گا"۔ مگر اب کمال سُرخرو ہو کر اپنے رب کے پاس پہنچ چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کی شہادت قبول فرمائے، اُن کے درجات بلند کرے اور اخوان المسلمون کی تحریک غلبۂ اسلام کو کامیاب و کامران فرمائے۔ آمین۔